سرکاری رپورٹ

دسواں اجلاس

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ شنبہ مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۵ر ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱-	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	
۲-	وقفہ سوالات۔	۲
۳-	رخصت کی درخواستیں۔	۹
۴-	قرار داد نمبر ۲۱ (منجانب نواب محمد اسلم رئیسانی، مولوی عصمت اللہ، ڈاکٹر عبدالمالک، مسٹر سعید احمد ہاشمی) متفقہ طور پر منظور کی گئی	۱۰
۵-	قرار داد نمبر ۱۵ منجانب ملک محمد سرور خان کاکڑ (متفقہ طور پر منظور کی گئی)	۳۳

جلد- دہم

شمارہ پنجم

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دسواں اجلاس

مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۹ بمطابق ۵ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ بروز سہ شنبہ

زیرِ صدارت

اسپیکر جناب محمد اکرم بلوچ اسمبلی ہال کوئٹہ میں گیارہ بجے صبح / منعقد ہوا ؛

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ ط اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝

وہ مفسد ہیں مگر اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں

جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے ملک میں خرابی نہ پھیلاؤ (اور بدعملیوں سے باز آجاؤ) تو کہتے ہیں، (ہمارے کام خرابی کا باعث کیسے ہو سکتے ہیں) ہم تو سنوارنے والے ہیں۔ یاد رکھو یہی لوگ ہیں جو خرابی پھیلانے والے ہیں اگرچہ (جہل و سرکشی سے اپنی حالت کا) شعور نہیں رکھتے!

وہ راست بازی کو بے وقوفی اور نفاق کو دانشمندی سمجھتے ہیں

جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے، ایمان کی راہ اختیار کرو جسطرح اور لوگوں نے اختیار کی ہے، تو کہتے ہیں، کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جسطرح (یہ) بیوقوف آدمی لے آئے ہیں (یعنی جسطرح ان لوگوں نے بے سروسامانی و مظلومی کی حالت میں دعوتِ حق کا ساتھ دیا، اسی طرح ہم بھی بیوقوف بن کر ساتھ دے دیں!) یاد رکھو، فی الحقیقت یہی لوگ بے وقوف ہیں، اگرچہ (جہل وغرور کی سرشاری میں اپنی حالت کا) شعور نہیں رکھتے!

جناب اسپیکر:۔ اب اجلاس کی باقاعدہ کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔
تلاوت کلام پاک ہو گئی ہے ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی:۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! آج صوبائی اسمبلی کے ایجنڈے میں پرائیویٹ ممبرز ڈے رکھا گیا ہے اور بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار میں واضح الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ جمعرات کو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا اور قاعدہ نمبر ۲۴ میں لکھا ہوا ہے کہ اس دن چھٹی ہو یا بجٹ پیش ہو تو اس کے لئے اسپیکر لیڈر آف دی ہاؤس اور ممبران کی رضامندی کے ساتھ بات کرے بجٹ کارروائی جاری رکھ سکتا ہے مگر آج ایسا نہیں کیا گیا میں اس بارے میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ گذشتہ جمعرات کوئی چھٹی نہیں تھی کام کا دن تھا اور آپنے اسمبلی کا اجلاس نہیں کیا اور دوسرے دن یعنی آج پرائیویٹ ممبرز رکھا گیا ہے جب کہ رول ۲۴ واضح ہے آپنے ایسی کارروائی کیوں رکھی ہے میں آپکی رولنگ چاہوں گا کہ ایسا کیوں کیا گیا ۔

جناب اسپیکر:- یہاں ہمارے پروگرام میں چھٹی تھی قاعدہ ۲۴ میں ہے اگر جمعرات کو تعطیل ہو تو دوسرے آنیوالے دن غیر سرکاری کارروائی کو تقدم حاصل ہوگا۔

میر ظفر اللہ خان جمالی:- میری گذارش بھی یہی ہے کہ اگر تعطیل ہو تعطیل کا مقصد ہالی ڈے ہے جس دن سرکاری دفاتر میں کسی وجہ سے کرکٹ میچ ۲۵ دسمبر یا قائداعظم کی وفات یعنی گیارہ ستمبر کی چھٹی ہو اور گورنمنٹ بلوچستان کے سرکاری دفاتر میں گزیٹڈ ہالی ڈے ہو تو پھر دوسرے دن کارروائی ہو سکتی ہے میں اس پر مزید بحث نہیں کرونگا صرف میری گذارش یہ ہوگی آپ سے اور لیڈر آف دی ہاؤس سے آپس میں بیٹھ کر اسمبلی کا پروگرام بنائیں اور اسمبلی کی کارروائی قواعد کے مطابق چلائی جائے۔

جناب اسپیکر:- جو آپ نے کہا ہے ٹھیک۔ ایسا ہی ہوگا۔
اب سوالات کا وقفہ ہے پہلا سوال میر دوست محمد محمد حسنی صاحب کا ہے۔

*۱۵۰۔ میر دوست محمد محمد حسنی۔

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر خاران کے سول ہسپتال میں عرصہ دو سال سے کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے۔ جسکی وجہ سے خاران جیسے پسماندہ ضلع کی مریض خواتین کو علاج و معالجہ میں انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عوام کی مالی حیثیت مستحکم نہ ہونے کی وجہ سے مریض خواتین کراچی کوئٹہ نہیں لا سکتے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت اس ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر فوری طور پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت)

الف) ضلعی ہیڈ کوارٹر خاران میں اپریل ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر رضیہ احمد کو تعینات کیا گیا تھا۔ لیکن ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر خاران کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ لیڈی

ڈاکٹر نے ضلعی ہیڈکوارٹر خاران میں ڈیوٹی کے لئے رپورٹ نہیں کی۔
ایوان کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ حکومت ضلعی ہیڈکوارٹر خاران میں
لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کی کوشش کرے گی۔

ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

میر دوست محمد محمد حسنی:۔ (ضمنی سوال) جناب والا! لیڈی ڈاکٹر جس کو تعینات کیا گیا تھا اس نے رپورٹ نہیں کی ہے وزیر صحت نے مذکورہ لیڈی ڈاکٹر کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔

وزیر صحت۔ اس سال جو لیڈی ڈاکٹر ہاؤس جاب کر چکی ہیں ان کو بھی دیہاتوں میں بھیجا جائیگا اس سلسلے میں کوشش کی جاتی ہے کہ دیہاتوں میں لیڈی ڈاکٹرز کو بھیجا جائے ان کی تنخواہیں روکی ہیں جو بھی کارروائی قاعدے کے مطابق ہو سکتی ہے کی ہے مگر ہماری کوشش کے ساتھ لیڈی ڈاکٹرز باہر جا رہی ہیں۔ جو نہیں جاتی ہیں رولز کے مطابق کارروائی کر رہے ہیں۔

میر چاکر خان ڈومکی:۔ جناب والا! بھاگ اور لہڑی میں کسی لیڈی ڈاکٹرز نے رپورٹ نہیں کی ہے۔

وزیر صحت:۔ میں نے بھیجا ہے مگر اس نے رپورٹ نہیں کی ہے۔

میر جان محمد خان جمالی:۔ وزیر صحت صاحب کیا کر رہے ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر ان سے زور آور ہو گئی ہیں۔

جناب اسپیکر:۔ اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر صحت:۔ جناب والا! یہ ضمنی سوال نہیں ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں بھی ابتک ہمارے پاس لیڈی ڈاکٹرز کی کمی ہے ہم کوشش کریں گے کہ پہلے تو ہم ضلعی ہسپتالوں میں لیڈی ڈاکٹرز تعینات کریں اس کے بعد بیسک ہیلتھ سنٹرز اور بیسک ہیلتھ یونٹس ہیں جیسا کہ میں نے کہا ہمارے پاس بعض ضلعی ہسپتالوں میں بھی

لیڈی ڈاکٹرز نہیں ہیں بہر حال ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

***۱۵۱۔ میر دوست محمد محمد حسنی۔**

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ ناگ اور سراوان کے بنیادی مراکز صحت میں گزشتہ دو سالوں سے کوئی ڈاکٹر نہیں ہے جس سے عوام کو سخت مشکلات درپیش ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت مذکورہ بالا مراکز صحت کو فوری طور پر ڈاکٹر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔

وزیر صحت:۔

الف) یہ درست ہے کہ بنیادی مراکز صحت ناگ اور سراوان میں میڈیکل

آفیسرز کی آسامیاں خالی ہیں - حکومت کوشش کرے گی کہ ان مراکز میں میڈیکل آفیسرز تعینات کئے جائیں -

ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے -

میر جاکر خان ڈومکی - جناب اسپیکر - جیسا کہ میں نے کہا وہاں پر تو مرد ڈاکٹر بھی نہیں ہیں -

وزیر صحت :- میں نے کہا خیروا ہ میں ڈاکٹر بھیجنے کیلئے ہم نے ایک پروپوزل اوپر بھیجی ہے دوسری جگہوں کا تذکرہ کیا ہے اپروول (منظوری) کے بعد وہاں ڈاکٹر بھیج دیں گے -

جناب اسپیکر :- اگلا سوال -

۱۵۲ ٭ - میر دوست محمد محمد حسنی :-

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ -

الف) کیا یہ درست ہے کہ خاران کے ضلعی ہیڈکواٹر ہسپتال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نہیں ہے۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے لئے ماہ جون ۱۹۸۹ء میں ایم ایس کی آسامی منظور کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور تھی؟

ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلہ میں ابتک کیا اقدامات کئے ہیں؟ تفصیل دی جائے۔

وزیر صحت۔

الف) یہ درست ہے کہ ضلع خاران میں فی الحال میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نہیں ہے۔

ب) سال رواں میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی پوسٹ منظور ہوئی۔

ج) ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال خاران میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی تعیناتی کا معاملہ محکمہ کے زیر غور ہے۔

میردوست محمد محمد حسنی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ

بتائینگے کہ معاملہ کب تک زیر غور رہیگا۔ کب تک فیصلہ ہوگا؟

وزیر صحت:- میرے خیال میں سیشن کے بعد ہو سکتا ہے۔ ہمارے محکمہ نے پروپوزل بنا کر چیف منسٹر کو بھیجی ہیں۔ اور چیف منسٹر صاحب سے جوں ہی منظوری ہوئی تو ہم آپکو ڈاکٹر دیدیں گے۔

رخصت کی درخواستیں۔

جناب اسپیکر:- سکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں ایوان میں پیش کریں

مسٹر اختر حسین خان (سکریٹری اسمبلی) بیگم حکیم لچھمن داس نے علالت کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت طلب کی ہے۔

جناب اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟۔

(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی :- مولانا غلام مصطفےٰ وزیر تعلیم اپنے حلقہ انتخاب میں سرکاری کاموں میں مصروف ہیں لہٰذا مورخہ ۷ اکتوبر ۸۹ تا ۱۳ اکتوبر ۸۹ء رخصت چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب اپنی قرارداد نمبر ۲۱ ایوان میں پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۲۱ منجانب (i) نواب محمد اسلم رئیسانی (ii) مولوی عصمت اللہ (iii) ڈاکٹر عبدالمالک (iv) سعید احمد ہاشمی۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ وفاق اسی وقت مضبوط اور خوشحال ہوتا ہے جب وفاقی یونٹ خوشحال اور مضبوط ہوں۔ اسی اصول کو مدنظر رکھ کر دنیا میں ہر وفاقی ریاست میں وفاقی یونٹوں کو زیادہ سے

زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلم قائدین ہمیشہ ایک ایسے وفاقی نظام کی وکالت کرتے ہے جس میں وفاقی حکومت کے پاس محض تین شعبے دفاع[1] امور خارجہ[2] اور کرنسی[3] ہوں۔

وفاقیت کے انہی تقاضوں کے تحت M.R.D نے اپنے ۲، اگست ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں ایک مشترکہ فیصلے کے تحت چار اُمور۔ دفاع، امور خارجہ، کرنسی اور مواصلات وفاق کے پاس چھوڑ کر بقیہ تمام امور صوبوں کے ہاتھ میں دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس فیصلے میں ملک تمام بڑی سیاسی جماعتیں بشمول موجودہ وفاقی حکمران پیپلز پارٹی شامل تھی۔

اب جبکہ مذکورہ فیصلے کو بآسانی عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے یہ سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے اس مشترکہ فیصلے کو آئینی حیثیت دیکر صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات تفویض کرے تاکہ ملک کو ایک حقیقی وفاق بنا کر اسے مستحکم اور مضبوط بنایا جا سکے۔

جناب اسپیکر:۔ قرارداد یہ ہے کہ:۔

وفاق اُسی وقت مضبوط اور خوشحال ہوتا ہے جب وفاقی یونٹ خوشحال اور مضبوط ہوں ۔ اسی اصول کو مدنظر رکھ کر دنیا میں ہر وفاقی ریاست میں وفاقی یونٹوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں ۔

قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلم قائدین ہمیشہ ایک ایسے وفاقی نظام کی وکالت کرتے رہے جس میں وفاقی حکومت کے پاس صرف تین شعبے دفاع، امور خارجہ اور کرنسی ہوں ۔

وفاقیت کے ان ہی تقاضوں کے تحت M.R.B نے اپنے ۲ اگست ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں ایک مشترکہ فیصلے کے تحت چار امور ۔ دفاع، امور خارجہ، کرنسی اور مواصلات وفاق کے پاس چھوڑ کر بقیہ تمام امور صوبوں کے ہاتھ میں دینے کا فیصلہ کیا تھا ۔ اس فیصلے میں ملک کی تمام بڑی سیاسی جماعتیں بشمول موجودہ وفاقی حکمران پیپلز پارٹی شامل تھیں ۔

اب جبکہ مذکورہ فیصلے کو آسانی عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے ۔ اسلئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے یہ سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے اس مشترکہ فیصلے کو آئینی حیثیت دیکر صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات تفویض کرے تاکہ ملک کو ایک حقیقی وفاق بنا کر اسے مستحکم اور مضبوط بنایا

جا سکے۔

جناب اسپیکر:- نواب اسلم رئیسانی صاحب اپنی قرارداد پر تقریر کریں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:- جناب اسپیکر۔ آج میں اس معزز ایوان کی توجہ بڑے اہم اور نازک مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ صوبوں کے حقوق جن کے لئے مختلف سیاسی جماعتوں اور مختلف سیاسی شخصیات نے اپنی طویل سیاسی زندگی کے دوران کافی جدوجہد کی ان میں میر غوث بخش بزنجو مرحوم نمایاں مقام رکھتے ہیں جنہوں نے ایم آر ڈی کے پلیٹ فارم سے دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ ملکر ایک فارمولا وضع کیا جسے ہم آسان الفاظ میں اعلان نامہ لاہور چھ اگست ۱۹۸۶ء کہہ سکتے ہیں۔

جناب والا! جب ہم پہلے صوبوں کے قومی حقوق کی بات کرتے تھے تو معزز اراکین اس چیز سے واقف ہونگے ایک طرف سے وزیر آباد کے چاقو ہمارے پیٹ میں گھونپے جاتے تھے اور دوسری طرف سے سیالکوٹ کے بلّے ہمارے سروں پر پڑتے تھے اور دریائے راوی کے کنارے کا کیچڑ ہمارے سر پر اچھالا جاتا تھا۔ لیکن الحمدللہ

آج وہ لوگ بھی اس نتیجے پر پہنچے ہیں اور صوبوں کے حقوق کی بات کر رہے ہیں اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے پیرو Followers ہیں اور ہم غدار نہیں کہلا سکتے ہیں اور یہ کہ ہم کبھی بھی غلطی پر نہ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آج تک ہماری جماعتوں نے اسکی جدوجہد کی اور آج یہ بات آئی جے آئی کے رہنما بھی کر رہے ہیں میرے خیال میں پاکستان میں اس سے زیادہ پیش رفت کبھی نہیں ہوئی۔ اور میں اسکو اسطرح سمجھتا ہوں جسطرح قرارداد میں لکھا ہے کہ وفاق کے پاس تین امور ہوں۔ ایم آر ڈی کی گیارہ جماعتوں نے مواصلات اور رسل و رسائل کے امور بھی اسمیں شامل کئے آج ہم اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ آج ان میں آئی جے آئی پاکستان مسلم لیگ بی این اے اور بی این ایم بھی مشترکہ طور پر اس معزز ایوان میں قرارداد پیش کر رہے ہیں اور اس بات کو سمجھنے پر مجبور ہیں اور صوبے کے اس مسئلہ پر مشترکہ طور پر متفق ہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ سب سے پہلے اس معزز ایوان نے یہ مسئلہ اٹھایا اور اس کیلئے میں اپنے دیگر ساتھیوں اور دوستوں کا مشکور ہوں جنہوں نے پی این پی کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے مشترکہ طور پر یہ قرارداد پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ کیونکہ پہلے پی این پی کی طرف سے یہ پیش ہوئی لیکن نہ جانے کس طرح مسترد ہوئی لیکن اب ہمارے آئی جے آئی۔ بی این اے اور جمعیت کے ساتھیوں نے مل بیٹھ کر اتفاق کیا کہ ہم مشترکہ طور پر یہ قرارداد پیش کریں گے۔ تاہم پی این پی کو اس بات پر فخر

ہے کہ اس کی پیش کردہ قرارداد اگرچہ مسترد ہوئی لیکن اسے پیش کرنے میں ہم نے پہل کی تھی تاکہ قومی مسائل پر مل بیٹھ کر تمام جماعتوں کی حمایت سے ہم ایک رائے ہو کر اس قسم کے فیصلے کریں ۔۔۔۔۔

اور میں صوبائی حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے تاکہ قومی اسمبلی میں آئی جے آئی اس قرارداد کے حوالے سے ہم ایم آر ڈی پیپلز پارٹی کے کمپونٹس اور آئی جے آئی، پاکستان نیشنل پارٹی، پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی اس وقت قومی اسمبلی میں موجود ہے اس قرارداد کے حوالے سے ایم آر ڈی کے کمپونینٹ پارٹیز میں سے آئی جے آئی قومی اسمبلی میں ایک بہت بڑا اثر رکھتی ہے ۔ ہم ان سب سے قرارداد کے حوالے سے گزارش کرتے اس قرارداد کے حوالے سے آئین میں ترمیم کریں تاکہ یہ جو ایم آر ڈی کا فارمولا ہے کم از کم اس میں اسوقت جو پیش رفت ہوئی ہے ایم آر ڈی کے پلیٹ فارم سے ہمیں اس حد تک صوبے کی وحدتوں کو حقوق ملیں شکریہ۔

جناب اسپیکر:۔ اس کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب ۔

مولانا عصمت اللہ ۔ وزیر خزانہ:۔ جناب اسپیکر معزز رکن نواب محمد اسلم

رئیسانی کی طرف سے جو متفقہ طور پر قرارداد پیش ہوئی تھی اس کی تائید میں کچھ گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان ہمارا ملک ہے اس ملک کو قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس ملک کو اسلئے حاصل کیا گیا تھا کہ اس ملک کے باشندے مسلمان ہیں۔ اسلام ان کا بنیادی نظریہ ہے۔ پاکستان کے لوگوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان خوشحال ہو اسلامی اقدار سے مالا مال ہو اسلئے پاکستان حاصل کیا گیا۔ بدقسمتی سے کافی عرصہ گزر جانے کے بعد پاکستان میں مسلمانوں کی خواہش کے مطابق نہ اسلامی نظام رائج کیا گیا۔ اور نہ ہی پاکستانیوں کو خوشحال کیا گیا۔ اور نہ ہی وہ پاکستان اس وقت موجود ہے۔ جس کے لئے قربانیاں دی گئی تھیں۔

جناب اسپیکر! وفاق اور یونٹوں کے درمیان ایک تعلق ہوتا ہے جو وحدت کا ہے۔ وفاق اور وحدت دونوں ایک ہی چیز کا نام ہے۔ وفاق کو مضبوط بنانا محفوظ کرنا اور وفاق کو تقسیم کرنا دونوں کے لئے بنیادی اسباب ہیں۔ بنیادی محرکات ہیں۔ اگر وفاق کو مضبوط بنانا محفوظ کرنا اور یونٹوں کے لوگوں کو خوشحال رکھنا ہے۔ تو اس کیلئے بھی اسباب ہوتے ہیں اس کے لئے پالیسیاں ہوتی ہیں۔ اگر وفاق کو تقسیم یا یونٹوں کے لوگوں کو وفاق سے ناراض کرنا ہے اس کیلئے بھی حقیقتاً اسباب و محرکات ہوتے ہیں۔ ہمارا تجربہ ہے ایک کنبہ کے افراد ایک ماں باپ کے افراد ہوتے ہیں جبکہ ان کے درمیان اصول نہ ہو

صحیح پالیسی نہ ہو تو ایک ماں باپ کی اولاد ایک دوسرے سے متنفر ہو کر راہ فرار اختیار کرتی ہے اس ملک کو ہم نے اگر محفوظ کرنا ہے اس ملک کی وحدت کو اگر ہم نے برقرار رکھنا ہے تو اس میں یقیناً وفاقی حکومت اور یونٹوں کے ذمہ داریاں ہوتی ہیں قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اس کے حق میں پاکستان کی جتنی بڑی پارٹیاں تھیں ۔ اور میں اس حد تک کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں اس قرارداد کی شاید کوئی پارٹی مخالف نہ ہوگی بد قسمتی سے (اس ملک میں ایسی) سیاست ہو رہی ہے ۔ کہ عوام کا جو اعتماد ہے وہ نہیں رہتا جناب والا! سیاست ہو تو منافقت کی نہ ہو۔ (اس قرارداد کے حق میں) اور موافقت میں ملک) کی پارٹیوں نے) فیصلہ کیا تھا ۔ برسراقتدار پارٹی پیپلز پارٹی ہی اس فیصلہ کے حق میں تھی ایک متفقہ فیصلہ ہوا تھا ۔ کہ چاروں امور کے علاوہ باقی امور کے بارے میں صوبائی حکومتیں مکمل طور پر با اختیار ہوں اور یہ پارٹی اس فیصلہ میں باقاعدہ شریک تھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ برسراقتدار آتے ہی اس فارمولے سے انحراف کیا گیا ۔ اب ظاہر ہے پارٹی جنہوں نے متفقہ فیصلہ کیا ہے اب اس فیصلہ سے جب انحراف ہوتا ہے تو یقیناً یونٹوں کو مایوسی ہوتی ہے ۔ اگر یہ پارٹی اس فیصلہ میں شریک نہ ہوتی تو ایک بات تھی ۔ شاید وہ یہ کہتے کہ یہ ہمارا نظریہ نہ تھا ۔ یہ ہمارا منشور نہیں تھا ۔ ہم اس کے قائل نہیں تھے ۔ یہ الگ بات ہوتی ۔ اس وقت آخر کیا وجہ ہے

جب کہ اس فارمولا اور اس قرارداد کا مخالف پاکستان میں نہیں ایک پارٹی بھی اس کی مخالف نہیں ہے برسر اقتدار پارٹی اس فیصلے کی ایک فریق ہے اس وقت صوبہ اپنے جائز حقوق سے محروم ہے ۔ اگر یونٹیں خوشحال نہیں ہونگی ۔ ظاہر ہے کہ ان کو اپنے حقوق نہیں ملے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ "حقدار لوگوں کو بہت کچھ کہنے کا حق حاصل ہے" خدا نہ کرے اگر یہ ملک نہ رہا یا یہ صوبہ اس سے علیحدہ ہوگیا اور اس قسم کے رجحانات پیدا ہو گئے ۔ تو ظاہر ہے وفاق ہی ذمہ دار ہوگا جس کو حق نہیں ملے گا وہ حق لے گا ۔ اگر ماں باپ کی اولاد ہو اگر اس میں کسی بچے کو اپنا حق نہ ملے تو وہ اپنے ماں باپ سے حق لے گا باقیوں کی طرح یہ انکی ہی ذمہ داری ہے سب کا خیال کریں ۔ لہذا جو معزز رکن کی طرف سے جو قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرنا ہے ہم نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر بنایا تھا اور نواب محمد اسلم رئیسانی کو یہ حق دیا تھا کہ وہ اس ایوان میں قرارداد کو پیش کرنے کا موقعہ دیا میں یہ بھی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ مسائل کبھی حل کرانے کے لئے اٹھائے جاتے ہیں کبھی نقصان پہنچانے کے لئے اٹھائے جاتے ہیں یہی اس ملک کا المیہ ہے کہ مسائل نقصان پہنچانے کے لئے اٹھائے جاتے ہیں لیکن حل نہیں کرائے جاتے ۔ موجودہ حکومت جو برسر اقتدار آئی ہے وہ مسائل حل کرنا چاہتی ہے ایک پارٹی نے پہلے

ان مسائل کو اٹھایا تھا مگر حل نہ کر سکی یہ اس ملک کا المیہ ہے سیاست ہوتی ہے تو منافقانہ ہوتی ہے اگر سیاست ہوتی ہے تو اس کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ سیاست مسائل حل کرنے کے لئے ہو دکان چمکانے کے لئے نہ ہو۔ دھوکہ کے لئے نہ ہو۔ واقعتاً صحیح ہو۔

ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں یہ اس ملک کی وحدت کو محفوظ رکھنے کیلئے بنیادی چیز ہے ۔لہذا اس ملک کے خیر خواہ کی حیثیت سے اس ملک کے باشندے کی حیثیت سے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ قرارداد اہم ہے اور یہ قرارداد ہم نے متفقہ طور پر پیش کی ہے امید ہے متفقہ طور پر منظور کی جائے گی ۔ ۔ (تحسین آفرین)

جناب اسپیکر:۔ اب قرارداد پر ڈاکٹر عبدالمالک تقریر کریں گے ۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت):۔ جناب اسپیکر! آج اس ایوان میں جو صوبائی خودمختاری کی قرارداد پیش ہوئی ہے اس پر بحث کرنے سے پہلے میں ان آئینی مسائل کا ذکر کرونگا جو اس ملک میں درپیش آتے رہتے ہیں اور ان وفاقی وحدتوں کی حیثیت کے متعلق مختصر کچھ عرض کرتا چلوں ۔ قیام پاکستان سے لیکر اب تک

قوموں کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں ارباب اختیار جو اسوقت اقتدار میں تھے آئین خود بناتے رہے اور توڑتے رہے ۔ ۱۹۵۶ء کا آئین ان لوگوں نے بنایا تھا اور اس کی منسوخی کا سہرا بھی اپنے سر اٹھایا ہے ۱۹۶۲ء کا آئین اور ۱۹۷۰ء کے لیگل فریم ورک آرڈر کے خالق بھی وہی لوگ تھے اور اسے دفنانے کے ذمہ دار بھی یہی لوگ تھے ۔ ۱۹۷۳ء کا آئین ہم سب لوگوں کے سامنے بنا اور اس کی معطلی کا نظارہ بھی ہم سب لوگوں نے دیکھا۔ اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں جو ۱۹۸۵ء میں ترمیمات کیئے گئے وہ بھی یک طرفہ تھے اور اس ملک کے آئین بنانے میں ارباب اختیار سول اور فوجی حکام نے اہم کردار ادا کیا ہے اس ملک میں اس آئین کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو تاریخ میں ایک فلاسفر کے ساتھ ہوا تھا ۔ ایک فلاسفر کی دو بیویاں تھیں ایک نوجوان اور ایک بڑی عمر کی ۔ فلاسفر کے اپنے بال آدھے سفید اور آدھے کالے تھے ۔ جب وہ جوان بیوی کے پاس جاتا اپنے بال کالے کر لیتا تاکہ اس کو محسوس نہ ہو اور جب بڑی عمر کی بیوی کے پاس جاتا بال سفید لگا لیتا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کالے اور سفید بال کرکرتے اس کے اپنے سر کے بال ہی نہ رہے ۔ اس ملک کے آئین کیساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے اس ملک میں آئین بھی نہیں رہا ہے ۔ جناب اسپیکر! اس ملک میں جو بھی حکمران گزشتہ سالوں میں آیا ہے اس نے ہمیشہ بلا شرکت غیرے پاکستان پر حکمرانی کے خواب دیکھے ہیں ۔ اپنے ان عزائم کو نہائیت خوبصورتی کے ساتھ کبھی اسلام کا نام

لیکر کبھی کوئی اور بہانہ کر کے تاریخ کے ساتھ گھناؤنا جرم کیا ہے ۔اور جمہوریت کی بیخ کنی کی ہے ۔اور قوموں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس ملک میں ایسی حکومت نافذ کرنے کی کوشش کی کہ جس میں وہ صرف اپنے اقتدار کو قائم رکھ سکے اور اپنے اقتدار کو ہر صورت میں طویل کرنے کی کوشش کی مگر یہاں جمہوری قوم دوست قوتوں نے ان سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔

جناب اسپیکر صاحب ! ۱۹۴۷ء سے لیکر ۱۹۵۴ء تک جو دستور ساز اسمبلیوں میں فارمولے آئین کے متعلق پیش کئے گئے اگر ہم ان کو دیکھیں ۵۶ اور ۱۹۶۲ء کے آئین کا مطالعہ کریں تو ان میں ہمیں ایک چیز قدرے مشترک نظر آئی ہے ۔وہ یہ ہے کہ جمہوریت سے بےزاری قوموں کے حقوق سے بیزاری اور آمریت کے تحفظ دینا ہے ۔ جب ۱۹۷۰ء کے انتخابات ہوئے ان انتخابات کے نتائج کو قبول نہیں کیا گیا اور اقتدار کی کرسی کی ہوس میں وہ فرعون وقت حکمران بننے اور مظلوم بنگالیوں پر فوج کشی کی نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان ٹوٹ گیا تب جا کر انہوں نے سکھ کا سانس لیا ۔کہ اب ہمارا اقتدار مضبوط ہے ۔ مسٹر اسپیکر ۔ون یونٹ کے قیام کے بعد ۱۹۵۶ء کا آئین نافذ ہوا ۔اس کے بعد یہاں کی قوموں میں اپنے تحفظ کا احساس شدید تر ہو گیا اور شعوری طور مغربی پاکستان کی بڑی قوم نے بلوچ پشتون

اور سندھی کو ختم کرنے کی کوشش کی ۔ ۱۹۶۲ء کا آئین بھی اس سوچ اور مقصد کی عکاسی کرتا ہے ۔ مسٹر اسپیکر ۔ آئین سازی کی تاریخ میں ۱۹۷۰ء کا سال کچھ حوصلا افزا رہا اراکین پارلیمنٹ کو آئین سازی کا کام سونپا گیا اور تمام سیاسی پارٹیوں نے ملکر آئین سازی کا کام شروع کیا ۔ جس میں صوبائی خودمختاری کو قبول کیا گیا اور کنکرنٹ لسٹ کو دس سال بعد صوبوں کے حوالے کرنے کے دلاسے دیئے گئے اس حوالے سے چھوٹی قوموں کے نمائندوں نے اس آئین پر دستخط کیئے کہ شاید دس سالوں کے اندر ہماری زندگیاں تبدیل ہو جائیں اور ہمیں صوبائی خودمختاری مل جائے لیکن ۱۹۷۳ء کے آئین کی سیاہی ابھی تک خشک نہ ہونے پائی تھی کہ اس میں سات ترامیم کردی گئیں ۔ اور آئین کی موجودگی میں بلوچستان کی منتخب حکومت کو برطرف کر دیا گیا ہم پر کیا بیتی یہ آپ سب پر واضح ہے بلوچستان کی منتخب حکومت کو برطرف کرنے کے بعد یہاں کے عوام کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا الغرض ۱۹۷۳ء کا آئین بھی عوام کے جمہوری حقوق کا تحفظ نہ کر سکا اور ظلم تو یہ ہے کہ یہ اپنے خالق کو بھی نہ بچا سکا اس کی جگہ ۱۹۷۷ء میں مارشل لاء کی حکومت میں یہاں کے عوام کے جمہوری حقوق کو سلب کیا گیا اور مرحوم جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۱ء میں بعض ایسی ترامیم کیں کہ ۱۹۷۳ کے آئین کا بچا کچا حصہ تھا ۱۹۸۵ میں غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوئے تھے اس کے تحت آنے والی اسمبلی نے

وہ کسر پوری کردی ۔ مسٹر اسپیکر ۔ میں اپنی تقریر سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ان حکمرانوں نے ملک میں کبھی بھی نیک نیتی سے حقوق کی روشنی میں آئینی مسائل حل کرنے کی کوشش نہیں کی وہ صرف اور صرف اپنے اقتدار کے بقا اور استحکام کیلئے ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا آئین اپنے ساتھ لاتے رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف آئین کا نہیں بلکہ اس ملک کو آئین کے مطابق چلانے کا ہے اس پہ گارنٹی ہونی چاہیے ہم جو بھی آئین بنائیں گے اسکو کوئی آمر یا فوجی محض کاغذ کا ٹکڑا سمجھ کر اس کی دھجیاں نہ بکھیر دے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب چاروں وحدتوں کی قومی حیثیتوں کو تسلیم کر کے اختیارات کی تقسیم اس طرح کیجائے کہ مرکز کو اکائیوں کے معاملات میں دخل اندازی کی گنجائش نہ رہے اور اکائیوں کو اپنے معاملات سماجی اور اقتصادی ترقی کا فیصلہ کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے ۔ حال ہی میں صوبوں اور مرکز کے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حق خودارادیت کے جمہوری آئینی نظام کو نہ روکا جا سکے ۔ ان قومیتوں کو محبت اور امن کا ماحول نہیں پیدا کیا جا سکے گا ۔

جناب اسپیکر ! میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے یہ واضح کرتا چلوں کہ آج ہم ایک اہم مسئلہ پر جو بلوچستان کے عوام نے ہمیں منتخب کر کے اس ایوان میں

بھیجا ہے ہم ایک قرض ادا کر رہے ہیں ہم نے اپنے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپکی آواز اوپر تک پہنچائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بلوچستان کا یہ ایوان اس قرارداد کو پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے جس میں ایم آر ڈی کی وہ پالیسیوں اور پروگرام شامل ہے جس میں پاکستان کی تقریباً تمام پارٹیوں نے ملکر یہ طے کیا تھا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مرکزی حکومت پر یہ زور دیں اور مطالبہ کریں کہ جب آپنے خود ایسا فارمولا بناتے ہوئے سوچا تھا اس کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ ہماری جو سماجی اور اقتصادی بدحالی ہے شاید ہم اسکو ختم کرنے میں کامیاب رہیں۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر:۔ ڈاکٹر عبدالمالک کے بعد مسٹر سعید احمد ہاشمی صاحب ۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی:۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب اسپیکر! مجھ سے پہلے معزز اراکین نے اس موضوع پر کافی روشنی ڈالی ہے اور میں یہ کوشش کروں گا کہ ان باتوں کو نہ دہرایا جائے ۔ جنہیں میرے دوست نے سامنے لا چکے ہیں صوبائی خودمختاری کی اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ یہ معاملہ جتنا اہم ہے اتنا نازک بھی ہے اور سب سے بڑی بات اور افسوس

کی بات یہ ہے کہ آج بیالیس سال گزرنے کے بعد قوم معاملے کو طے کرنے کیلئے سوچ رہی ہے جس کو اس ملک بننے کے فوراً بعد طے کر لینا چاہیئے تھا۔ اگر آپ اس قرارداد کے پس منظر کو دیکھیں ان کی ضروریات کو دیکھیں جن کی بنا پر آج چاروں طرف سے یہ آواز اٹھ رہی ہے تو ہم ۱۹۴۷ء سے پہلے چلتے ہیں جہاں برصغیر کے مسلم قائدین نے یہی محسوس کیا تھا مسلم امہ جو برصغیر میں آباد ہیں ان حالات میں اپنے حقوق یا برابر کے حق نہ مل سکیں گے تو اس کے پیش نظر انہوں نے ایک آزاد مملکت کا نعرہ لگا جس کی بنا پر آج پاکستان وجود میں آیا اور مقصد یہی تھا کہ وہ تمام مسلمان جو اپنی مرضی سے اس میں شامل ہوئے تھے۔ ان میں برابر کے حقوق ہوں گے۔ ہر ایک آزادی سے اپنی زندگی گزار سکے گا افسوس کی یہ بات ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد ہمارے سیاست دانوں نے صرف اور صرف کرسی کو دیکھا کرسی کی جنگ میں لگے رہے اور ان بنیادی مسائل کو حل نہ کیا تو میرا یہ خیال ہے کہ میں ان باتوں کو دھراتا لیکن ڈاکٹر مالک نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ اگر آپ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک کے دور کو دیکھیں تو انسان حیران ہوتا ہے کہ اس وقت کے سیاست دانوں نے کتنی سیاسی کمزوری کا اظہار کیا اور ان قوتوں کو موقع دیا جن کا کام یہ نہیں تھا کہ وہ حکومتوں کو چلاتے یا قوموں کو سیاسی راہ دیکھاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاست دانوں کی کمزوریاں تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو دوسروں

سے حوالے کیا۔ اور بیوروکریسی اور آرمڈ فورسز کو وہ موقع دیا کہ وہ طاقت کے بل بوتے پر حکومتی امور کو سنبھالیں اور اسی کا نتیجہ تھا کہ پاکستان میں آباد مختلف صوبے کے لوگوں کو آپس میں شکوک و شبہات میں مبتلا کیا گیا۔ ان کے وہ حق جو انہیں دیئے جانے تھے وہ نہ دیئے اور آج ہم اس موڑ پر آپہنچے ہیں کہ پاکستان کا جھنڈا جلایا جا رہا ہے کھلے عام آزادی کی باتیں کی جا رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ان بنیادی معاملات کو پوری ذمہ داری سے وفاق میں بیٹھے ہوئے سیاست دانوں نے حل نہ کیا تو شاید یہ قوم انہیں معاف نہ کرے گی۔ اس قرارداد میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے۔ ایم آر ڈی کے اجلاس میں پاکستان کی بشتر پارٹیز نے اتفاق رائے سے اس پر پہلے کیا تھا۔ اور خوش قسمتی یہ ہے کہ پیپلز پارٹی بھی اس میں شامل تھی۔ یہ بات ۱۹۸۶ کی ہے آج تین برس گزر جانے کے بعد ہر طرف سے یہ آواز آرہی ہے۔ کہ صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جائیں تاکہ وفاق کا استحکام خطرے میں نہ پڑے۔

مسٹر اسپیکر! یہاں موجود منتخب حکومتیں جو برسر اقتدار آئی ہیں پچھلی حکومتوں پر اگر آپ ان پر نظر ڈالیں آپ دیکھیں گے کہ بنیادی نکات اب تک حل طلب ہیں یہی وجہ ہے کہ کشیدگی صوبوں اور مرکز کے درمیان ہوئی اگر ان اختیارات کا تعین

ہوجاتا اور صوبوں کو مکمل طور پر ان معاملات کا اختیار دیدیا جاتا جن پر گا ہے بگاہے ہمارے مفکر اور سیاست دان بات چیت کرتے رہے ہیں۔ تو آج شاید کم از کم بلوچستان اور پنجاب کے عوام ان حالات سے دوچار نہ ہوتے۔

مسٹر اسپیکر! آخر میں میں اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوتے اس ایوان سے یہ گذارش کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر اپنایا جائے۔ اور ان سیاست دانوں سے جو اسلام آباد میں اسوقت برسراقتدار ہیں یہ پرزور سفارش کی جائے کہ وہ اپنی سیاسی ذمہ داری پوری کریں۔ اگر انہوں نے یہ موقع اپنے ہاتھ سے گنوا دیا تو شاید قدرت انہیں یہ موقع آئندہ نہ دے کہ وہ اس امور کو دیکھ سکیں۔

جناب اسپیکر:۔ اب قائد ایوان۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی۔ (قائد ایوان) جناب اسپیکر! بات ہو رہی تھی صوبائی خودمختاری کی قرارداد پر آپ کی اجازت سے دو تین منٹ اس موضوع سے ہٹ کر ایک اور اہم موضوع کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آج میں آپکی اجازت سے اور وضاحت سے پورے ایوان کو ایک نہایت اہم مسئلہ کی جانب متوجہ

کرنا چاہتا تھا۔ اس کا تعلق محض اس ایوان کے اس جانب یا اس جانب سے نہیں ہے بلکہ سوال پورے بلوچستان کا ہے جس کی نمائندگی ہم سب کر رہے ہیں۔ اس لئے بلوچستان کی عزت و ناموس اور وقار کا تحفظ ہمارا اوّلین فرض ہے بلکہ یہ گزر جانے والی نسلوں کا ہم پر قرض اور ہماری آنے والی نسلوں کی ہم پر ذمہ داری ہے۔ اس فرض اور ذمہ داری کو نبھانے کی خاطر ہی تو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ اس سے پہلے میں نے کئی بار ان فرائض کی جانب آپ کی توجہ دلائی کہ اہل وطن بھی اس صورتحال سے کچھ نہ کچھ آگاہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! کچھ وقت سے یہاں ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں جس کے بارے میں باہر کے لوگ نہیں جانتے ہیں بلکہ اس معزز ایوان کے اراکین بھی پورے طور پر واقف نہ ہوں اور خاصکر پچھلے دو تین دنوں میں جس تیزی سے حالات نے بحران کی شکل اختیار کی ہے اور اس بارے میں میں نے اس ایوان میں آج ایک بیان دینا تھا مگر کل دن اور کل رات اور آج صبح کچھ مزید اس بارے میں دوستوں اور ہمدردوں کی مداخلت رہی ہے اور ان کے کہنے اور ان کی التجا پر کہ آج اس صبح کے اجلاس میں بیان نہ دیا جائے اس کو ملتوی کیا جائے تاکہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کیا جائے کل شام میں نے صدر مملکت غلام اسحاق خان سے ٹیلیفون پر اس بحران کے بارے

میں تفصیلی گفتگو کی ہے کیونکہ وہ ملک کے صدر ہیں اور وفاقی اکائیوں کے بھی سربراہ ہیں اور مجھ پر یہ فرض عائد ہوتی ہے کہ میں ان حالات سے ایوان کو آگاہ کروں آج صبح ہماری کابینہ کا ہنگامی اجلاس ہوا جسمیں میں نے کابینہ کے ساتھیوں کے سامنے تمام مسائل رکھے ہیں اوران پر تفصیلی گفتگو ہوئی ہے کابینہ کے وزرا بھی اس رائے سے اتفاق رکھتے تھے کہ اب یعنی موجودہ پوزیشن میں صبح کے اجلاس میں یہ بات نہ کی جائے اور کوئی ایسا بیان نہ دیا جائے بلکہ اس پر مزید غور و خوض ہو جو ساتھی دوست ہمدردوں اور بہی خواہوں نے التجا کی ہے ان کی بھی بات سنی جائے اوران کی کوششوں کو دیکھا جائے اوران کی کوششوں کے بعد پھر آپ سے رکویسٹ کی جائے کہ شام کو سات بجے اجلاس رکھیں۔ تاکہ دوبارہ یہ اجلاس سات بجے ہو اگر پھر دوبارہ ضرورت پڑی تو میں بطور لیڈر آف دی ہاؤس۔ قائد ایوان اس ایوان میں ایک تفصیلی بیان دونگا اس وقت میں صرف یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت This Government is under direct threat. This Assembly is under direct Threat.

جو حالات پچھلے چند دنوں میں رونما ہوئے ہیں جس کے اثرات ہم سب پر پڑ سکتے ہیں کیونکہ میری کابینہ کے ساتھیوں کا بھی یہی مشورہ تھا کہ اس بارے میں آج صبح کے اجلاس میں ایک مختصر بیان دوں اوراس کا تفصیلی حصہ شام کے اجلاس کے لیئے رکھا

جائے میرے خیال میں میں اس پر مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں اور اگر آپ نے جناب اسپیکر شام کو سات بجے اجلاس رکھا تو میں اسوقت انشاءاللہ ایک تفصیلی بیان دوں گا شکریہ۔

جناب اسپیکر:۔ صوبائی خودمختاری کی بابت قرارداد نمبر۱۲ متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ قائد ایوان کی تقریر کے بعد اب اجلاس کی کارروائی شام سات بجے تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔ باقیماندہ قراردادوں پر بحث شام کے اجلاس میں ہوگی۔

(دوپہر بارہ بجکر پچپن منٹ پر اجلاس شام سات بجے تک ملتوی ہوگیا

اور

دوبارہ شام سات بجے زیر صدارت جناب محمد اکرم بلوچ اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر:۔ ترتیب کارروائی کے مطابق اسمبلی کی باقیماندہ کارروائی ہوگی۔ عنایت اللہ بازئی صاحب۔ اپنی قرارداد نمبر۱۲ ایوان میں پیش کریں۔

عنائیت اللہ خان بازئی۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں اپنی

قرارداد کچھ ترمیم کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

میر صابر علی بلوچ :- جناب اسپیکر! جیسا کہ معزز ممبر نے فرمایا کہ وہ اپنی قرارداد ترمیم کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں تو کیا انہوں نے اس ترمیم کا نوٹس دیا ہوا ہے؟ اگر نوٹس نہیں دیا گیا تھا تو وہ نہیں پیش کر سکتے ۔

عنائیت اللہ خان بازئی :- جناب اسپیکر۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اجازت دیدیں ۔ اگر اب ہو جائے تو بہتر ہو گا ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔

میر صابر علی بلوچ :- ایسی تو بہت سی چیزیں ہیں جو ہو سکتی ہیں لیکن اس کے لئے رولز کا حوالہ دیں ۔

جناب اسپیکر :- کیا آپ اپنی قرارداد ترمیم کیساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

مسٹر سعید احمد ہاشمی :- (وزیر قانون و پارلیمانی امور) جناب اسپیکر! میں

معزز رکن سے متفق ہوں۔ اگر محرک کو اب خیال آیا ہے ترمیم لانے کا تو وہ اپنی قرارداد بعد میں ترمیم کیساتھ پیش کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر:- بازئی صاحب بہتر ہوگا کہ آپ ترمیم کے ساتھ اپنی قرارداد بعد میں پیش کریں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی:- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! اگر معزز رکن ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں تو اسمبلی قواعد کے مطابق وہ اپنی قرارداد واپس لیں اس کے بعد وہ اپنی ترمیم شدہ قرارداد دوبارہ اس ہاؤس میں پیش کریں۔ کیونکہ انکی قرارداد اب اس معزز ہاؤس کی ملکیت بن چکی ہے۔ اسے وہ واپس نہیں لے سکتے۔

جناب اسپیکر:- انہوں نے ابھی تک قرارداد ایوان میں پیش نہیں کی ہے۔

عنایت اللہ خان بازئی:- جناب اسپیکر! میں اپنی قرارداد نمبر ۱۲ واپس لیتا ہوں۔

(معزز رکن نے اپنی قرارداد واپس لے لی)

جناب اسپیکر:۔ اب اگلی قرارداد نمبر ۱۵۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ صاحب کی ہے۔ معزز رکن اپنی قرارداد ایوان میں پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۱۵۔ منجانب: ملک محمد سرور خان کاکڑ

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ پاکستان اٹامک انرجی کے زیر اہتمام بروری روڈ پر ۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء سے سینار کے نام سے قائم سینٹر، جسمیں سال ۱۹۸۸ء کے اختتام تک ۹۰ فیصد ملازمین کا تعلق بلوچستان سے تھا اب آہستہ آہستہ بلوچستان کے ملازمین کو نکال کر باہر کے صوبوں سے اسٹاف لایا گیا ہے نتیجتاً اس سینٹر کے ۱۵ ملازمین تنگ ہو کر استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اور تقریباً

۸ نئے افراد سندھ سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اس سینٹر کے ڈائریکٹر اور آفیسروں کا تعلق بھی صوبہ سندھ سے ہے۔ ایڈمنسٹریٹر اس سینٹر میں مقامی ملازمین کو بلوچستان کے کوٹہ کے مطابق رکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ اسطرح کے ۹ سنٹر ملک کے مختلف شہروں میں کام کر رہے ہیں جن میں بلوچستان کا کوئی بھی آدمی نہیں ہے لہذا اس سینٹر میں ۱۹۸۸ء کے بعد مذکورہ بالا واقعات کی وفاقی حکومت تحقیقات کرائے تاکہ مقامی لوگوں کو بیروزگاری جیسے اہم مسائل سے نجات دلائی جائے

جناب اسپیکر:- قرار داد یہ ہے کہ:-

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ پاکستان اٹامک انرجی کے زیر اہتمام بروری روڈ پر ۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء سے سینار کے نام سے قائم سینٹر جسمیں سال ۱۹۸۸ کے اختتام تک ۹۰ فیصد ملازمین کا تعلق بلوچستان سے تھا اب آہستہ آہستہ بلوچستان کے ملازمین کو نکال کر باہر کے صوبوں سے اسٹاف لایا گیا ہے۔ نتیجتاً اس سینٹر کے ۱۵ ملازمین تنگ ہو کر استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اور تقریباً ۸ نئے افراد سندھ سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اس سینٹر کے ڈائریکٹر اور آفیسروں کا تعلق بھی صوبہ سندھ سے ہے۔ ایڈمنسٹریٹر اس سینٹر

میں مقامی ملازمین کو بلوچستان کے کوٹہ مطابق رکھنا چاہتا ہے جبکہ اسطرح کے ۹ سنٹر ملک کے مختلف شہروں میں کام کرتے ہیں جن میں بلوچستان کا کوئی بھی آدمی نہیں ہے۔ لہذا اس سینٹر میں ۱۹۸۸ء کے بعد مذکورہ بالا واقعات کی وفاقی حکومت تحقیقات کرائے تاکہ مقامی لوگوں کو بیروزگاری جیسے اہم مسائل سے نجات دلائی جائے ۔

جناب اسپیکر:۔ کیا اپنی اس قرارداد پر محرک تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔ ؟

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔ جناب اسپیکر اس قسم کی قرارداد اس اسمبلی میں کئی مرتبہ پیش کی جا چکی ہیں ۔ اور منظور بھی کی جا چکی ہیں یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو ہمارے صوبے کے ساتھ بہت عرصہ سے چلا آرہا ہے اور ناانصافی ہو رہی ہے ۔ یہاں تک کہ بلوچستان میں وفاقی محکمہ جات کے جو دفاتر ہیں انمیں بھی ہمارے لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا ہے ۔ بلکہ باہر کے لوگ جیسے چپراسی چوکیدار اور کلرک وغیرہ کو بھی باہر سے بھرتی کر کے لایا جا رہا ہے ۔ اور اسطرح بلوچستان کے لوگوں کو بیروزگار کیا جا رہا ہے لہذا میں جناب اسپیکر آپکے توسط سے تمام اؤس سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ اس قرارداد کی پرزور تائید بھی کریں گے اور منظوری بھی دیں گے ۔ اس پر میں زیادہ

بحث نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ اسطرح کی قرار دادوں پر پہلے بھی ہم نے بحث کی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ وفاقی حکومت کا رویہ ہمارے صوبہ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ اسوجہ سے میں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:۔ جناب اسپیکر! ملک محمد سرور خان کاکڑ نے جو قرارداد پیش کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ ہم حزب اختلاف کی طرف سے ہم ان کی حمایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ سندھ سے لوگ لائے جاتے ہیں اور کہیں باہر سے لوگ لائے جاتے ہیں تو جناب سندھی بھی ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن ہم اس قرارداد کے حق میں یہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر بلوچستان میں جو تنصیبات ہیں اٹامک انرجی کمیشن کے یا دوسرے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان میں بلوچستان کے لوگوں کو ملازمیں فراہم کی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ جو لوگ باہر سے آتے ہیں وہ توجہ سے کام بھی نہیں کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اپنی تنخواہ لیکر اپنی جیب میں ڈالتے ہیں یا پھر اپنے گھر بھجوا دیتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ اپنی چھٹیوں میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے یہ گذارش کرتا ہوں۔ سینار کے نام سے جو سینٹر قائم ہے اس میں بلوچستان کے کلاً لوگوں کو ملازمتیں فراہم کی جائیں۔ اگر کسی اسپیشلائیز

فیلڈ میں وہ لوگ نہیں ہیں تو مجبوری کے باعث لوگ باہر سے لائے جائیں ۔ جتنے بھی اسپیشلائیز فیلڈ کے لوگ یہاں موجود ہیں ہم کہتے ہیں کہ وہ بلوچستان سے ہی بھرتی کریں ۔ شکریہ ۔

میر صابر علی بلوچ :- مسٹر اسپیکر سر! میں معزز رکن کے اس ریزولیشن کی بھرپور حمایت کرتا ہوں ۔ اور یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ریزولیشن مرکزی حکومت کو کی گئی ہے جسطرح یہاں ایک نمائندہ حکومت موجود ہے مرکز میں بھی ایک عوامی نمائندگی ہے اور عوام کی حکومت ہے ۔ یقیناً اس سلسلہ میں مجھے یقین ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنے صوبوں کا خیال رکھتے ہوئے ۔ اس ریزولیشن کا نوٹس لیگی ۔ اسکی کچھ نہ کچھ نتیجہ نکلےگا میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر :- کوئی اور ممبر اس قرارداد پر بولنا چاہیں گے ؟

اب سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے ۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب اسپیکر:۔ اب قائد ایوان ۔

قائد ایوان محمد اکبر خان بگٹی:۔ جناب اسپیکر! آج صبح میں نے آپ کو اور اس ایوان کے معزز ممبران کو مختصر سی بات بتائی تھی کہ ہماری گورنمنٹ Under Threat ہے اور یہ ایوان بھی Under Threat ہے۔ تمام اہم معاملات میں میں نے ہر وقت کوشش کی ہے کہ معزز ممبر حضرات کو کنفیڈنس میں لوں ان سب کے سامنے معاملات پیش کروں جو کہ ہمارے بلوچستان کی زندگیوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں ان کی بہتری کیلئے یا ان کی برتری کیلئے۔ تو یہ ایک سنگین صورتحال پیدا ہوئی تھی اور ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے جب پچھلے سال یہ الیکشن ہوئے میں مختصراً عرض کر رہا ہوں الیکشن کے بعد شروع سے ہسٹری ٹریس کرنی ہے۔ کہ یہاں سازشیں ہوتی رہیں اور جب ہماری گورنمنٹ بنی اس کے بعد بھی ہم سازشوں کے اندر گھرے رہے۔ کچھ ہلکے کچھ پھلکے کچھ تھوڑا زیادہ بہرحال مختلف سمت سے مختلف طرف سے بلوچستان گورنمنٹ کیخلاف بلوچستان کے عوام کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں اور رہی ہیں ۔ مگر یہ جسکا میں ذکر کر رہا ہوں وہ ان تمام چیزوں سے کچھ ہٹ کر تھا۔ اور زیادہ سنگین نوعیت کی بات تھی ۔ جسکے بارے میں تفصیلی

گفتگو کی اور کچھ اور حضرات سے بھی بات کی۔ ہمارے خیر خواہ ہمدرد اور دوستوں نے از خود مجھ سے اس بارے میں رات کو آج صبح اور دن میں رابطہ قائم کیا۔ ان کی خواہش تھی اور اصرار تھا کہ پیشتر اس کے ہماری گورنمنٹ اس بارے میں کوئی فیصلہ کرے اور اس سے پہلے کہ میں اس ایوان میں کوئی اسٹیٹ منٹ دوں ان کو موقع دیا جائے کہ وہ اس کا تصفیہ کرنے کے لئے کچھ وقت دیا جائے۔ صبح کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے ہماری کابینہ کا ہنگامی اجلاس ہوا تھا اور اس میں کابینہ نے فیصلہ کیا ہمارے دوست خیر خواہوں اور ہمدردوں کو موقعہ دیا جائے اور اس جگہ میں نے اس ایوان میں یہ کہا تھا کہ کچھ موقع دیں جس کی وجہ سے آج آپنے پھر سات بجے اجلاس رکھا ہے کچھ دیر پہلے میں نے اپنی کابینہ کے ساتھیوں کو رپورٹ سنائی جو ہماری بات چیت ہوئی ہے جو ہمارے دوست خیر خواہ جس نتیجے پر پہنچے ہیں ان کی تفصیلی رپورٹ میں کابینہ کے سامنے پیش کی اور کابینہ نے اس بارے میں کچھ فیصلے کئے ہیں کابینہ کا فیصلہ تھا جو حضرات خیر خواہی کی صورت میں دوستی کی صورت میں درمیان میں آئے ہیں اور جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اور جو انہوں نے اس بارے میں ہم سے رکویسٹ کی ہے تو ہم ان موقعہ دیں اور بات کو فی الحال یہاں تک رہنے دیں انہوں نے ذمہ اٹھایا ہے بلکہ یقین دہانی کرائی ہے کہ اب یہ معاملہ دوبارہ نہیں اٹھائیگا جو تھریٹ Threat تھا Recede کرگیا ہے یعنی پیچھے ہوگیا ہے

میں اس ہاؤس کو یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا ہوں اور یہ تسلی نہیں دے سکتا کہ واقعی یہ
خطرہ ٹل گیا ہے یا نہیں مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ فی الحال یا عارضی طور پر یہ خطرہ ٹل گیا ہے
کیوں کہ اس ملک میں پہلے بھی کئی بار assurances ہوئے ہیں کسی نے ان پر یقین
نہیں کیا ہے اور اس پرانی تاریخ کو مدنظر رکھ کر یہ کہنا کہ خطرہ ٹل گیا ہے معلات ٹھیک ٹھاک
ہیں میں سمجھتا ہوں زیادہ خوش فہمی ہوگی۔ اس واسطے ہماری کابینہ کے وزرا صاحبان
نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ان کو موقعہ دیا جائے اور ہم پر کڑی نظر رکھیں گے کہ
جب بھی کوئی خطرہ محسوس ہوا یا کسی سمت سے یا کسی طرف سے کوئی ایسا قدم اٹھانے
کا ارادہ کرے یا قدم اٹھائے تو ہم فوراً اس کے کاؤنٹر میر کریں گے۔ اور اس ہاؤس کے
ممبران کو جو عوام کے منتخب ممبر ہیں ان کو اس معاملہ سے فوری طور پر آگاہ کریں گے
یہ ان کا حق ہے ہم ان کو بتائیں گے کہ اگر اس ہاؤس کو خطرہ ہے بلوچستان کے عوام کو
خطرہ ہے عوام کے مفاد کو خطرہ ہے تو یہ مجھ پر بھی فرض عائد ہوتا ہے میں انکو آگاہ کروں
بتادوں اگر یہ نہ بتاؤں اور اپنے طور پر بیٹھ کر کوئی توڑ کی صورت نکالنے کی کوشش
کروں اور عوام کو ناواقف رکھیں اور نہ بتائیں تو میں سمجھتا ہوں زیادتی ہوگی عوام
نے ہمیں منتخب کرکے بھیجا ہے ہم عوام کے نمائندے ہیں عوام نے ہمیں ہاؤس بھیجا اور
آج بیٹھے ہوئے ہیں کوشش ہے کہ مفاد کی نگرانی کریں ان کے جان و مال عزت

ننگ و ناموس کا تحفظ کریں اگر ہم اس میں پورے نہیں بیٹھتے کچھ لغزش ہوتی ہے یہ ہماری کمزوری ہے اور اگر کسی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اس بارے میں اپنے عوام کو بتائیں۔

کہتے ہیں کہ اس ملک میں لوگ ایجنٹ ہوتے ہیں یہ صحیح ہے کوئی کسی کا ایجنٹ ہے یعنی کوئی امریکہ کا ایجنٹ ہے کوئی ہندوستان کا ایجنٹ تو کوئی روس ایجنٹ کوئی فرانس جاپان کا ایجنٹ ہے وغیرہ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اپنے عوام کے ایجنٹ ہیں انہوں نے ہمیں یہاں منتخب کرکے بھیجا ہے (تحسین و آفرین) اور ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم ان کے مفاد کی نگہبانی کریں اور اگر نہیں کرتے اور ان کے معیار پر پورا نہیں اترتے ہیں تو ہمیں کوئی حق نہیں ہے کوئی اختیار نہیں ہے کہ یہاں بیٹھے رہیں اگر خدانخواستہ ہم اس سے غافل رہے اور ان کے کاموں پر عمل درآمد نہ کریں تو کوئی حق نہیں اگر ہم سے کوئی زور آور ہے اور اپنے بازو کے بل بوتے پر زور سے مداخلت کرنا چاہے اور اس مفاد کو روکنے کی کوشش کرے جو ہم بلوچستان کے مفاد کے لئے کر رہے ہیں رکاوٹ پیدا کرے جو ہمارے بس سے باہر ہے تو اگر ہم اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے عوام کو آگاہ کر سکتے ہیں کہ خطرہ ہے نشاندہی کر سکتے ہیں کہ کس سمت سے یہ خطرہ آرہا ہے اس خطرے کا رنگ و روپ ایسا

ایسلے ہے یہ ان کے ارادے ہیں ان کا آپ تدارک کریں اسوقت موجودہ صورت میں میں یہ کہ سکتا ہوں فی الحال ایسے لگتا ہے کہ خطرہ شاید ٹل گیا ہو مگر ہمیں غافل نہیں رہنا چاہیے ہوشیار رہنا چاہیے یعنی

To lock every thing dispationately and keep a stone in ones seling.

تو ہر ایک چیز کو ہر ایک حالات کو تسلی سے بغیر جذبات سے اس کو دیکھا جائے اور اپنی کمبانی میں بھی پتھر رکھنا چاہیئے تاکہ اس کو خطرہ کیوقت پھر اکر پھینکا جا سکے یعنی غافل نہ رہیں۔ ہوشیار رہیں ہر وقت تیار رہیں۔

یہ فرض صرف اس حکومتی پارٹی کا نہیں بلکہ دوسری طرف والے ارکان کا بھی یہ بلوچستان کے سب لوگوں کا فرض ہے ہم اس کے کوئی اکیلے اس کے دعویدار نہیں ہو سکتے ہیں ہر ایک ممبر صاحب کا فرض ہے وہ بھی اپنے عوام کی نمائیندگی کرتے ہیں جتنا ہم کر رہے ہیں۔ تو ہر ایک کا فرض ہے کہ مل کر کہ عوام کے حقوق کی مفاد کی نگہبانی ہو ہم سب کا فرض ہے اور ایک جیسا ہے اگر خدانخواستہ کوئی خطرہ ہوتا ہے اور خطرہ محسوس ہوا تو ہم اپنے معزز ممبران کو آگاہ کریں گے تاکہ متفقہ فیصلہ کر کے اس کا تدارک کرنے کیلئے اس کو روکنے کے لیئے ہم ایک جگہ ایک صلاح ہو کر کام کر سکیں باتیں تو اس سلسلے میں بہت سی تھیں اور ہیں۔ مگر جو ہمارے دوست ہمارے خیر خواہ ہیں

جن کی وجہ سے یہ معاملہ یہاں آکر رک گیا ہے کہ ان کی ریکویسٹ پر ہم اس معاملے کو آگے نہ بڑھائیں بلکہ پروپیگنڈہ بھی نہ کریں کیونکہ اس سے خواہ مخواہ کئی لوگوں کو تکلیف ہو سکتی ہے اور ذہنی پریشانی ہو سکتی ہے ۔

ہماری کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال یہاں تک رکھیں ۔ نہیں تو کل رات میں پوائنٹس لکھ رہا تھا آج کی تقریر کیلئے جو سٹیٹمنٹ میں نے یہاں دینا تھی ۔ آج صبح تک کچھ پوائنٹس تک میں پہنچا تھا جو میں نے کہنا تھا ۔ وہ پوائنٹس میری جیب میں رہ گئے ہیں ۔

جناب اسپیکر ۔ میں ممبر صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے غور اور آرام سے مجھے سنا اور درمیان میں مداخلت نہیں کی کیونکہ ایک اہم مسئلہ درپیش تھا جو خدا کے فضل سے ٹل گیا ہے اور ٹلکر ہی رہے گا ۔ خدا حافظ ۔

جناب اسپیکر :۔ قائد ایوان کی تقریر کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :۔ جناب اسپیکر ! اگر آپکی اجازت ہوگی تو ہم بھی اس بارے میں کچھ عرض کریں گے ۔ ہم آپکے مشکور ہیں ۔ لیڈر آف دی ہاؤس نے جو

چند باتوں کی مبہم طریقے سے وضاحت کی آج صبح انہوں نے فرمایا تھا اور اب دوبارہ دھرایا کہ اس حکومت کو خطرہ تھا اور اس اسمبلی کو خطرہ تھا۔ غالباً ہر انسان کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کہیں یہ خطرہ اسمبلی کے ممبران کی طرف سے نہ ہو۔ مگر میں نے انکی تقریر سنی انہوں نے فرمایا کہ کسی نے مداخلت نہیں کی۔ جناب والا! میں اتنی گزارش کروں گا کہ اسمبلی کے آداب یہ ہیں کہ جب لیڈر آف دی ہاؤس تقریر کرتے ہیں تو کوئی مداخلت نہیں کرتا ہر ایک اسکو سنتا ہے۔ میں ان کا اسلئے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ دوبارہ اگر اس قسم کی بات ہوئی۔ لیکن انہوں نے اسکے امکانات کو رد نہیں کیا تو وہ تمام ممبران اسمبلی کو اعتماد میں لیں گے غالباً اسمبلی کا اجلاس بلایا جائیگا دوبارہ گفت وشنید ہوگی۔ میں اس ضمن میں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کے مشکور ہیں۔ جیسا انہوں نے خود بھی فرمایا ہے کہ اس اسمبلی کو توڑنے کے اقدامات کے خلاف تمام اراکین انکا ساتھ دیں گے میں وضاحت کردوں کہ یقیناً ہم ساتھ دینگے اور کوئی بھی غیر آئینی اور غیر جمہوری حربہ استعمال ہوا جمہوری تقاضوں کے خلاف۔ میں اس معزز ایوان میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کی بھی اس معزز اسمبلی کے ممبران کرام انشاءاللہ اپنی بساط کے مطابق مزاحمت کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ جہاں تک باقی باتوں کا تعلق ہے ان دوستوں، خیر خواہوں

اور بہی خواہوں کا جو اس کے درمیان آئے اور معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کی۔ مجھے علم نہیں وہ کون سے بہی خواہ اور کون سے دوست ہیں بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ اگر کسی بھی شخص نے بلوچستان اسمبلی کے بارے میں اسطرح کا کردار ادا کیا ہے تو ہم بغیر نام جانے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آئیندہ ایسا بحران کبھی نہ آئے جمہوریت کی راہ میں یہ بحران تو ٹل گیا لیکن آئندہ کبھی نہ آئے جہانتک جمہوری تقاضوں میں بحران آنیکا تعلق ہے تو جمہوری تقاضوں نے بذات خود کرائسیز یعنی بحران سے ہی جنم لیا ہے جناب والا! اسوقت غالباً میں ہی یہاں آزاد ممبر ہوں۔ ایکطرف ٹریژری بنچز ہیں اور دوسری جانب حزب اختلاف ہے (مداخلت) فکر نہ کریں میں بھی آپ سے ہی ہوں میں یقیناً چند الفاظ اس معزز ایوان میں ضرور عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کا تحفظ اور تقدس اس اسمبلی کی زندگی ہم سب کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ جسطرح فرمایا گیا کہ اگر ہر قدم پر اور ہر پہلو سے ہم پر اعتماد کیا گیا اور ہمیں ساتھ لیکر چلا گیا تو یقیناً یہ فل ہاؤس ہوگا اس ہاؤس میں ڈویژن نہیں ہوگی۔۔

جناب اسپیکر:۔ اب اسمبلی کی کارروائی ۔۔۔۔۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:- جناب اسپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر:- جی نہیں کوئی بات نہیں ہوگی۔ قائد ایوان کی تقریر کے بعد

نواب محمد اسلم رئیسانی:- جناب والا! اگر ٹریژری بینچز والے تقریر کر سکتے ہیں۔ انڈیپنڈنٹ بینچز سے ظفراللہ جمالی صاحب بات کر سکتے ہیں تو ہم بھی بات کر سکتے ہیں۔ جناب والا! آپ اگر حزب اختلاف کو اسطرح دھتکاریں گے تو بہتر ہے کہ آپ دروازے بند کریں اور ہمیں باہر بٹھا دیں۔

جناب اسپیکر:- میں نے کہا مزید بات نہیں ہوگی۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:- آپ کی مرضی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں آپنے ہمارا استحقاق مجروح کیا ہے۔

مسٹر صابر علی بلوچ :۔ جناب اسپیکر! اول تو یہ کہ رول اور طریق کار کے مطابق قائد ایوان کے بعد یقیناً کوئی تقریر نہیں ہوگی لیکن آپ نے معزز رکن کو اجازت دیکر روایت بنالی ہے۔ لہذا فرما کر ہمیں بھی آپ تقریر کرنے کی اجازت دیں۔ ورنہ آپ معزز رکن کی تقریر بھی اسمبلی کارروائی سے حذف کر دیں۔

قائد ایوان۔ جناب اسپیکر۔ اسمبلی کے جو بھی قواعد ہیں ان سے آپ ہماری نسبت زیادہ واقف ہیں لیکن اگر اعتراض نہ ہو تو میری گزارش ہے کہ ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے بھائی ممبر صاحبان کو خصوصاً اجازت دیدیں کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں ان کو بھی اتنا ہی حق ہے۔ (تحسین و آفرین)

نواب محمد اسلم خان رئیسانی :۔ جناب اسپیکر! قائد ایوان نے آج صبح اور پھر ابھی شام کو جو تقریر کی لیکن ساری تقریر سے دو باتیں میری سمجھ میں آئی ہیں جیسا انہوں نے کہا کہ پروانشل اسمبلی اور پروانشل گورنمنٹ کو خطرہ لاحق ہے لیکن ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ کس حوالے اور کس طرف سے یہ خطرہ لاحق تھا بہر حال میں نے اپنے ذہن و فکر کے

مطابق جو بہتر تجزیہ کیا تو میرا دماغ اسلام آباد کی طرف گیا اور یہ کہ بھمبور رائفلز یا ملیشیاء (MiliTia (BaonboreRifles)) کے ساتھ مقابلے میں تین بگٹی مارے گئے۔ شاید یہ بھی اسی قسم کی زیادتی کا ایک حصہ تھا جیسے گذشتہ دنوں جھاؤ اور دالبندین اور مختلف مقامات میں ہوا۔ آپکے مشاہدے میں بھی آیا۔ جناب والا! بھلے ہم بھائیوں کے درمیان کتنے ہی سیاسی اختلافات کیوں نہ موجود ہوں لیکن ہم انشاء اللہ بلوچستان کے مفاد کیلئے ہمیشہ اکھٹے ہیں اگر ہماری آپس کی نظریاتی جنگ جاری رہیں گی لیکن ہماری بلوچستان کی جنگ میں مشترکہ طور پر جاری رہے گی۔ (تحسین وآفرین) انڈیپنڈنٹ بنچز کے معزز رکن بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بات کی۔ ہم سب آئین کا احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب نے اسی آئین کے تحت حلف اٹھایا ہے۔ لیکن ہم آئین کی اس شق کا احترام نہیں کرتے جس کے تحت اسمبلی کو ڈیزالو dissolve کیا جائے

جہانتک پروانشل گورنمنٹ کو ہٹانے کی بات ہے تو یہ آئینی اور جمہوری طریقہ سے ہونا چاہیے ایسا نہ کہ زور وزبردستی حکومت کو ایوان سے باہر پھینکا جائے اور اور کسی بھی کارنر سے یا کسی بھی طرف سے ایسا کیا گیا تو ہم اس کی ضرور مخالفت کریں گے جناب اسپیکر۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلام آباد میں جو حکومتیں ہیں ان سبکو پانچ سال کی مدت پوری کرنا چاہیے اگر کسی کوئی بات چبھتی ہے یا بری لگتی ہے تو اس کیلئے

آئینی اور جمہوری طریقے ہیں یہ نہیں کہ ہم آپ کو زور سے ہٹا دیں گے یا اسمبلی توڑ دیں گے۔ جناب ہم حزب اختلاف والے بھی چاہتے ہیں کہ حکومت ٹوٹ جائے مگر جمہوری طریقے سے ہم غیر جمہوری طریقے سے حکومت کو ہٹانے کی بالکل خلاف ہیں اگر یہ اقدام کسی بھی طرف سے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسمبلی کو توڑنے کی شق کو ہی یکسر آئین سے حذف کر دیا جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہم چاہتے ہیں ہر حکومت کو پانچ سال کا وقت مکمل کرنا چاہیے۔ بلوچستان کے مفادات کیلئے ہم سب اکھٹے ہیں ہمارے باہمی اختلافات بھلے موجود ہیں۔ یہ جاری رہیں گے۔ ظفر اللہ جمالی صاحب آزاد رکن ہیں ہمارے پیپلز پارٹی کے بھائی ہیں یہ ہماری ساتھی بیٹھے ہیں ان سے ہمارے اختلافات ہیں لیکن کے مفادات اور حقوق کیلئے ہم اکھٹے رہیں گے ہم بلوچستان کیلئے بات کریں گے۔

جناب والا! ہماری پارٹی یعنی پی این پی نے ہمیشہ وحدتوں کے حقوق کی بات کی ہے اور اب بھی اپنی پارٹی کے پروگرام کے حوالے سے ہم سب اس ایوان میں اکھٹے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:۔ اب صابر بلوچ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

صابر علی بلوچ :- مسٹر اسپیکر سر ! چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا - میں نے صبح کی تقریر تو نہیں سنی تھی - لیکن اسوقت کی تقریر میں صحیح طریقہ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اشارہ کس طرف ہے - دو معزز رکن اسمبلی نے اسکی نشاندھی تو ضرور کی - لیکن میں بہر حال اسے سمجھ نہیں سکا -

جناب اسپیکر :- آپ ہاؤس میں کم آتے ہیں - اسلئے -

میر صابر علی بلوچ :- جی جناب میں نے آج صبح کی تقریر نہیں سنی جناب اسپیکر ! ایک بات تو میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں - کہ بلوچستان کے عوام کا مفاد یقیناً تمام چیزوں سے مقدم ہے - یہ ایوان عوام کی نمائندگی کرتا ہے - یقیناً عوام کے مفادات اور عوام کے مفادات کے تحفظ کیلئے یہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں - ایک طرف ٹریژری بینچیز دوسری طرف اپوزیشن - عوامی نمائندگی ہے -

برسر اقتدار پارٹی حکومت کرتی ہے اپوزیشن اسے چیک کرتی ہے - اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہوتا بھی رہے گا اور ہونا بھی چاہیئے - لیکن جس خدشہ کی معزز رکن نے

نشاندہی کی ہے اگر اسلام آباد میں پیپلز پارٹی کی حکومت سے وابستہ کیا جا رہا ہے۔ تو میں بات یقیناً عرض کرونگا کہ جسطرح یہاں کی حکومت عوامی حکومت ہے اسطرح انہیں بھی مرکز میں عوامی تائید حاصل ہے۔ اور یہ جمہوریت جس کا آج یہاں پر اظہار ہو رہا ہے۔ بڑی جدو جہد اور بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ پیپلز پارٹی کی جدو جہد تھی بلکہ اس جدو جہد میں تمام پارٹیز شامل تھیں اسمیں تمام پراگریسو ایلیمنٹ اس میں تمام ہمارے علماء صاحبان ایک سیکشن کو چھوڑ کر باقی دو سیکشن کا اسمیں بڑا حصہ رہا ہے۔ جناب والا! اسلام آباد میں بھی سازشی عناصر اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اس کنفرنٹیشن کا ایک اچھا اور پائیدار حل نکلے وہ لوگ جنہوں نے ہمیشہ آمریت کا ساتھ دیا ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جب تک ڈکیٹیٹر شب نہ ہو شب خونی نہ ہو کیونکہ رات کی تاریکی میں آکر انکا تو ہمیشہ دستور رہا ہے۔ کہ وہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ میں چیف منسٹر صاحب کی بات کو یقیناً appreciate کرتا ہوں اور اسے ویل کم کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ کو بڑی صلح و صفائی کیساتھ طے کر لیا گیا ہے۔ آپ ان تنازعات کو ہم جمہوری لوگوں کی طرف سے حوالہ نہ دیں۔ اور میں یہ عرض کرونگا کہ آپ سمجھیں اور دیکھیں کہ دوسری طرف وہ کونسے سازشی لوگ ہیں۔ آپ کو اوران عوامل کو جنہوں نے آمریت کو چیلنج کیا تھا۔ کیونکہ وہ ایک آمر ختم ہوا ہے اس ٹیم تو ابھی تک باقی ہے۔ جناب ان کی باتوں میں نہ آئیں۔ اور جناب ان کی سازشوں کو

سمجھ لیا جانا چاہیئے ۔ اور میں یہ عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی اس قسم کی سازش میں کبھی بھی شریک نہیں ہوگی ۔ اور انشاء اللہ بلوچستان کے عوام کے مفادات کی خاطر پیپلز پارٹی آپکی حکومت کیساتھ جمہوریت کی جدوجہد میں بالکل شریک ہے ۔۔ بہت شکریہ ۔

جناب اسپیکر :- اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۱۰ - اکتوبر ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(رات سات بجکر چالیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء (سہ شنبہ) تک کیلئے ملتوی ہوگیا)